© rasailojaraid.com

مولانا ارشاد الحق اثری ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

حضرت مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ

(قسط نمبر ۱)

اِس ضمن میں یہاں یہ بات بھی یقیناً فائدہ سے خالی نہ ہو گی۔ کہ سنن دارقطنی میں کتاب الیتیم کے تحت حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ سے جو روایت "ضربة للذاعين الى المرفقين" کے الفاظ سے منقول ہے۔ اس کی سند پر کلام کرتے ہوئے امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

رجاله كلهم ثقات والصواب موقوف" سنن کے مطبوعہ نسخوں میں یہ کلام اسی طرح متن ہی میں مذکور ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے یہ الفاظ سنن کے حاشیہ میں لکھے ہیں۔

"قلت وقال الدارقطني في حاشية السنن عقب حديث عثمان بن محمد كلهم ثقات والصواب موقوف" تلخيص الحبير

اسی طرح لسان المیزان اور تہذیب التہذیب میں عثمان بن محمد کے ترجمہ میں تصریح ہے کہ امام دارقطنی کا یہ قول حاشیہ سنن میں ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "كلهم ثقات والصواب موقوف" کے الفاظ دراصل امام دارقطنی نے حاشیہ میں ذکر کیے ہیں۔ لیکن بعد میں ناسخ نے انہیں متن میں داخل کر دیا ہے۔ مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے معارف السنن میں بھی اس غلطی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کے ذکر کرنے میں بھی جس طرح ہوشیاری کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ وہ بجائے خود انتہائی مذموم ہے ان کے الفاظ ہیں۔

"وقد اعترف الدارقطني في حديث جابر ان رجاله ثقات

یعنی امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اعتراف کیا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور سنن میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وما وقع فی سننه من قوله والصواب موقوف فهو کتبه فی الحاشیة دون السنن کما قاله فی التلخیص ولذا لم یذکره الزیلعی فی التخریج هذه اللفظة مع شدة حرصه علی النقل کله کما هو معروف من عادته فکان الدارقطنی لم یجزم بوقفه وادخل بعضهم الحاشیة فی المتن کما هو فی المطبوع فهو صنیع غیر محمود نبه علیه شیخنا رحمہ اللہ۔

معارف السنن ص۸۴ ج۱

جو یہ ہے "والصواب موقوف" کہ صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے تو انہوں نے یہ الفاظ حاشیہ میں لکھے ہیں سنن میں نہیں جیسا کہ حافظ نے تلخیص میں کہا ہے یہی وجہ ہے علامہ زیلعیؒ نے تخریج ہدایہ میں یہ لفظ ذکر نہیں کیے حالانکہ وہ مکمل الفاظ نقل کرنے میں بڑے حریص ہیں۔ جیسا کہ ان کی معروف عادت ہے۔ گویا امام دارقطنیؒ کو اس کے وقف پر اعتماد نہ تھا۔ اس لیے حاشیہ میں لکھا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔ مگر بعض نے اس حاشیہ کو متن میں داخل کر دیا۔ جیسا کہ مطبوعہ نسخہ میں ہے اور یہ فعل اچھا نہیں ہمیں اس بات کی خبر ہمارے شیخ (علامہ کاشمیریؒ) نے دی ہے۔

جہاں تک اس غلطی کا تعلق ہے تو بلا شبہ یہ بہت بُرا فعل ہے کہ حاشیہ کی عبارت کو متن میں داخل کر دیا گیا۔ لیکن اس کی ذمہ داری محدث ڈیانویؒ پر نہیں ڈالی جا سکتی تاوقتیکہ یہ ثابت نہ کر دیا جائے۔ ان کے پیشِ نظر جو تین نسخے تھے ان میں یہ عبارت حاشیہ ہی میں تھی۔ ورنہ یہ عبارت رجماً بالغیب کے قبیل سے ہو گی۔ محدث موصوفؒ کی شان اس قسم کی آلودگیوں سے پاک ہے وہ تو خود ان اصحاب پر سخت رنجیدہ ہیں جو دیدہ دانستہ متون حدیث میں حک و اضافہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جس کا اندازہ ان کے درج ذیل بیان سے کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جسے امام حاکم نے ابان بن یزید العطار عن قتادہ عن زرارہ بن اوفی عن سعد بن ہشام کے واسطہ سے لا یقعد الا فی آخرھن کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ المستدرک کے اصل نسخہ میں اور امام بیہقی کی معرفۃ السنن والآثار کی طرف مراجعت سے معلوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوتا ہے۔ اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر، فتح الباری میں اور مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح میں علامہ زرقانی نے یہی لفظ المستدرک سے نقل کیے ہیں اور مجھے المستدرک کے ایک نسخہ کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جو شیخ حسین بن علی محدث لکھنوی جو کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے تلامذہ میں سے تھے، کی زیر نظر رہ چکا تھا۔ اس میں یہ روایت دیکھی جس میں لا یقعد کی جگہ بیاض تھا۔ یعنی اس نسخہ میں نہ تو لا یقعد کے الفاظ تھے اور نہ ہی لا یسلم کے جب علمائے احناف میں سے کسی ایک نے اس نسخہ کو نقل کروایا تو میں نے انہیں لکھا کہ اس اصل نسخہ میں لا یقعد کے الفاظ کی جگہ بیاض ہے شاید کاتب سے یہ الفاظ رہ گئے ہیں تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ جو بات تم کہتے ہو درست ہے۔ پھر میں نے انہیں لکھا کہ یہاں لا یقعد کے الفاظ ہونے چاہیئے تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ تو میں نے کہا۔ کہ علماء نے اس روایت کو یوں ہی نقل کیا ہے اور یہ روایت انہی الفاظ سے المستدرک کے نسخہ میں مشہور رہے لیکن اس نے میری بات پر بھروسہ نہ کیا۔ اس وقت شرح زرقانی علی المواہب کے علاوہ میرے پاس اور کوئی کتاب بھی نہ تھی اور وہ بھی اسی کے پاس۔ میں نے اس کی آٹھویں جلد طلب کی اور روایت کی نشاندہی کر دی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہاں اسی طرح بیاض رہنے دو۔ اور اس کے حاشیہ میں لکھ دو کہ اصل نسخہ میں یہاں بیاض تھا۔ البتہ شرح زرقانی میں یوں ہے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور اس حاشیہ میں یہ لفظ لکھ دیتے "لا یسلم الا فی آخرھن" اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ التعلیق المغنی (ص ۲۷ ج ۲)

اندازہ فرمائیے خود مولانا ڈیانویؒ حدیث میں حک و اضافہ کو کس قدر مذموم قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے مرتکبین پر کس طرح اظہار ناراضگی فرماتے ہیں۔ لیکن ستم بالائے ستم یہ کہ علمائے احناف مثلاً ابوالحسن امروہی، میر حسن نعمانی وغیرہ نے جب المستدرک کی طباعت کا بیڑا اٹھایا تو متن ہی میں لا یسلم فی آخرھن کے الفاظ داخل کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیئے۔ حالانکہ فتح الباری ص ۲۸۵ ج ۲، السنن الکبریٰ للبیھقی (ص ۲۸ ج ۳، تلخیص المستدرک ص ۱۱۶ ج ا معرفۃ السنن والاثار، سبل السلام ص ۶ ج ۲ فتاوی مولانا عبدالحی لکھنوی ص ۱۸۳ ج ا، تلخیص الحبیر ص ۱۱۶ ج ا اور شرح زرقانی علی المواہب میں المستدرک کے حوالہ سے یہی روایت لا یقعد الا فی آخرھن کے الفاظ سے منقول ہے۔ علامہ کاشمیری فرماتے ہیں۔

راجعت ثلاث نسخ للمستدرک فلم اجدہ فیہ بلفظ الزیلعی وانما فیہا وکان لا یقعد ا فظنی انہ لا بدان یکون فی نسخۃ باللفظ الذی حکاہ الزیلعی فانہ متثبت جدا فی النقل " معارف السنن ص ۱۹ ج ۳

یعنی میں نے المستدرک کے تین خطی نسخے دیکھے ہیں۔ میں نے ان میں ان الفاظ سے (لا یسلم الخ) یہ روایت نہیں دیکھی جن الفاظ سے زیلعیؒ نے ذکر کی ہے ان میں لا یقعد الخ ہے میرا خیال ہے کہ ضرور کسی نسخہ میں "لا یسلم" کے الفاظ ہوں گے۔ جنہیں زیلعیؒ نے نقل کیا ہے۔ کیونکہ علامہ زیلعیؒ نقل میں بڑے متثبت ثابت ہوئے اور اس غلطی کا ارتکاب اولاً کس سے ہوا اس کے لیے علیحدہ ایک مقالہ کی ضرورت ہے۔ "لا یقعد" کے الفاظ کی صحت میں یہی بات بین ثبوت ہے کہ امام بیہقی امام حاکم کے براہ راست شاگرد ہیں۔ اور المستدرک ہی کی سند سے انہوں نے "لا یقعد" کے الفاظ معرفۃ السنن اور السنن الکبریٰ میں نقل کیے ہیں۔ اور علامہ ذہبیؒ کا تلخیص المستدرک میں "لا یقعد" کے الفاظ ہی نقل کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ المستدرک میں لا یقعد ہی ہے۔ لا یسلم نہیں خیر اس کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں۔ یہاں سردست مصححین مستدرک کی بد دیانتی کے لیے ہم ایک اور بین ثبوت ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ مصحح حضرات نے خطی نسخوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ولنسخۃ کاملۃ من مکتبۃ مولانا السید شاہ احسان اللہ بن رشد اللہ السندھی المعروف بصاحب اللواء وھو اصح النسخ واحسنھا کتابۃ (المستدرک ط ج ۱)

یعنی ایک مکمل نسخہ مولانا سید احسان اللہ بن رشد اللہ صاحب سندھی پیر آف جھنڈا کے مکتبہ سے حاصل ہوا یہ نسخہ تمام نسخوں سے زیادہ صحیح اور خوشخط ہے۔

الحمد للہ یہ نسخہ مبارکہ ان گناہگار آنکھوں کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جوان دنوں حضرت مولانا سیدی ومرشدی محب اللہ بن احسان اللہ صاحب مدظلہ العالی پیر آف جھنڈا درگاہ شریف کے نامی کتب خانہ کی زینت ہے۔ ہم نے جب اس میں اسی حدیث کی تلاش کی تو اس کے ورق ۱۱۰ پر یہ حدیث مل گئی۔ مگر وہاں نہ "لا یسلم" کے الفاظ ہیں اور نہ ہی یقعد کے، جیسا کہ محدث ڈیانوی رحمہ اللہ نے التعلیق المغنی میں شیخ حسین بن علی لکھنوی کے نسخہ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس مقام کے حاشیہ پر حضرت پیر احسان اللہ مرحوم کے والد گرامی سید رشد اللہ ابو تراب رحمہ اللہ کے ہاتھوں سے یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔

ترك الكاتب فى الاصل ههنا لفظة "لايقعد" وهى موجودة فى كتب الحفاظ الناقلين لهذه الرواية من المستدرك نبه عليه العلامة شمس الحق فى تعليقه على الدار قطنى فليتنبه لذلك

کاتب نے اصل نسخہ میں یہاں "لا یقعد" کے الفاظ چھوڑ دیئے ہیں اور یہ الفاظ حفاظ ناقلین کی کتابوں میں مستدرک اس روایت میں موجود ہیں۔ جیسا کہ علامہ شمس الحق نے سنن دار قطنی کی تعلیقات میں تنبیہ فرمایا ہے۔

اس کے باوجود مصححین حضرات نے اس نسخہ کے حسن وصحت کا اعتراف کرتے ہوئے بھی نہ یا ص رہنے دیا اور نہ ہی حاشیہ میں یہ تشریح کی کہ سندھی نسخہ میں جو اصح واحسن ہے، بیاض ہے۔ مگر وائے افسوس ان خادمین سنت نبوی نے برادران یوسف کا کردار ادا کرتے ہوئے اس کے بالکل برعکس متن میں "لا یسلم" کے الفاظ نقل کر دیئے اور حاشیہ میں کہہ دیا گیا کہ بعض نسخوں میں لا یقعد ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہماری اس توضیح سے "مصححین مستدرک" پر مولانا محمد یوسف بنوری کے کورانہ اعتماد کی قلعی بھی کھل جاتی ہے۔ جس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ سے فرمایا۔

"وهو كذلك فى نسخة المستدرك المطبوعة بدائرة المعارف بالهند وكانت عند الطابعين اربع نسخ مختلفة واجتهدوا فى تصحيحها ولم ينبهوا هنا على الاختلاف الخ" (معارف السنن ص ۱۹، ج ۳)

یعنی "لا یقعد" کے الفاظ اسی طرح المستدرک کے مطبوعہ نسخہ میں ہیں جو دائرہ المعارف ہند سے طبع ہوا ہے۔ طابعین کے پاس مختلف چار نسخے تھے انہوں نے اس کی تصحیح میں بڑی کوشش کی ہے۔ مگر انہوں نے اختلاف پر تنبیہ نہیں فرمائی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن یہ محض حسن ظن کا نتیجہ ہے۔ حقائق اس کے برعکس ہے۔ المستدرک کا خطی نسخہ بیر آف جھنڈا میں جو کہ "اصح و احسن" النسخہ ہے۔ آج بھی دیکھا جا سکتا ہے جس سے اس ڈھول کے پول کا آسانی سے پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

خیر بات ضرورت سے کچھ زیادہ لمبی ہوگی۔ ذکر تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث تیمم کا امام کہ امام دارقطنی رح نے حاشیہ سنن میں فرمایا ہے کلھم ثقات والصواب موقوف" مولانا نیموی رح فرماتے ہیں: "والصواب موقوف" کے الفاظ حاشیہ سنن میں ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام دارقطنی رح اسے موقوف کہنے میں متردد ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں حاشیہ سنن میں صرف "والصواب موقوف" ہی کے الفاظ نہیں بلکہ۔ رجالہ کلھم ثقات والصواب موقوف" یہ سب الفاظ حاشیہ میں ہیں۔ جیسا کہ ہم تلخیص الحبیر، تہذیب التہذیب اور لسان المیزان کے حوالہ سے پہلے ذکر کر آئے ہیں لہذا اگر کہنا ہے تو یوں کہنا چاہیئے کہ امام دارقطنی رح اس کے رجال کو ثقہ اور اسے موقوف کہنے میں متردد ہیں۔ پھر یہاں علامہ زیلعی رح کی رفعت شان اور "نقل صادق" کا بہانہ بھی کس قدر لچر ہے۔ جبکہ حافظ ابن حجر رح نے بالصراحت تین کتابوں میں اس پورے جملہ کا حاشیہ میں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ہم اگر یہاں علامہ زیلعی رح کے متعلق "نقل صادق" کا جائزہ شروع کر دیں۔ تو بات لمبی ہو جائے گی اور یہ بحث بھی سردست ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ لیکن کیا اس پر بھی غور کیا کہ "کلھم ثقات" کے الفاظ کو متن میں شمار کرنے اور "والصواب موقوف" کو حاشیہ کے الفاظ باور کرانے میں کیا راز ہے؟ تو یقین جانیے۔ اس کا باعث محض مسلکی حمیت ہے۔ جب کہ اس حدیث میں تیمم کے لیے دو ضربات کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ احناف کا مسلک ہے۔ اور یہی مسلکی حمیت مستدرک کے نسخہ میں تحریف کا باعث ہے۔ اللہ کریم ہماری اور ان بزرگوں کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

تنبیہ سنن دارقطنی کا شمار چونکہ تیسرے طبقے کی کتب احادیث میں ہوتا ہے جس میں ضعیف اور منکر روایات بھی پائی جاتی ہیں۔ اس لیے اس کے رجال واسناد پر بھی محدث ڈیانوی نے خصوصی توجہ دی ہے۔ رجال کی تحقیق و اسانید کی تعلیل و تصحیح میں میلان ... سے ... (جس کا) اعتراف کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باوجود سہو و نسیان سے ہم انہیں مبرا خیال نہیں کرتے اور نہ ہی اس سلسلہ میں ان کے فیصلہ کو ہر جگہ کافی و مثالی سمجھتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو انسان ہی اور بالخصوص اس سحرا لوردی میں کس کا قدم ڈگمگانے سے محفوظ رہا ہے۔ مثلاً باب اللبنۃ میں حضرت انس رضی کی حدیث (۲) کے متعلق فرماتے ہیں "ھذا اسناد لیس فیہ مجروح" (ص ۱۵ ج ۱) حالانکہ اس میں "الحارث بن غسان" راوی مجہول ہے (لسان ص ۱۵۵ ج ۲) اسی طرح باب ما روی من قولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاذنان من الراس" میں حدیث ۱۱۹ کے تحت فرماتے ہیں لیس فی اسناد ھذا الحدیث مجروح" (ص ۹ ج ۱)

حالانکہ اس میں ایوب بن عبد اللہ ابو خالد القرشی مجہول ہے۔ جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے میزان (ص ۲۹۰ ج ۱) اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان (ص ۴۸۴ ج ۱) میں ذکر کیا ہے۔ اسی نوعیت کے اور مقامات بھی ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی کی تحقیق کو حرف آخر کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ ہی اسے من و عن قبول کر لینا اہل تحقیق کے لیے زیبا ہے۔

دورِ تصنیف التعلیق المغنی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک شرح کا آغاز غایۃ المقصود ہی کے دورِ تصنیف میں ہوا تھا۔ مگر "غایہ" کی تکمیل سے قبل یہ تعلیقات مکمل ہو گئیں۔ جیسا کہ حسب ذیل دو عبارتوں سے عیاں ہوتا ہے۔

(۱) کتاب الحیض میں حضرت اسماءؓ کی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔ "وقد ذکرت فی شرح ابی داؤد ازید من ھذا" (التعلیق المغنی ص ۲۱۶ ج ۱) اور کتاب النکاح میں حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔ "وللشیخ العلامۃ الشوکانی فیہ مسلک آخر ان ساعدنی التوفیق فاثبین ان شاء اللہ تعالیٰ فی غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد کلاما جامعا فی ھذا الباب (ص ۲۱۴ ج ۳) جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ التعلیق المغنی کا آغاز تو غایۃ المقصود کے بعد ہوا مگر اس کی تکمیل غایہ سے پہلے ہوئی اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ "غایۃ المقصود" غالباً "کتاب الجنائز" تک مکمل ہو چکی ہے اور یہ مسئلہ کتاب النکاح سے متعلق ہے۔ جو سنن ابی داؤد میں کتاب الجنائز سے پہلے ہے اسی طرح کتاب الاقضیہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔ "وافصل المسالۃ ان شاء اللہ تعالیٰ فی شرح ابی داؤد وفقنا اللہ تعالیٰ لاتمامہ" (التعلیق المغنی ص ۲۱۵ ج ۴) جس سے سابقہ دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

© rasailojaraid.com